378/8/9/15

نام : شبانہ نسرین

نگراں : پروفیسر شہزاد انجم

شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

عنوان : آزادی کے بعد اردو ڈراما

ڈرامے کو ادب کی ایک عظیم الشان صنف قرار دیا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی اسے شہرت حاصل ہے۔ ہندستان میں بھی سنسکرت ڈراموں کی اہم مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن اردو میں اس کا آغاز بہت دیر سے ہوا۔ یہ خواص وعوام کے درمیان کشمکش کا شکار رہا۔ اپنی بنیادی خصوصیات کے لحاظ سے جیسا کہ ڈراما صرف پڑھنے کی نہیں بلکہ اسٹیج کرنے کی چیز ہے اسی لیے یہ اداکاروں اور اسٹیج کا بھی محتاج رہا۔ اس لیے اس کی ترقی کے راستے میں بھی رکاوٹیں رہیں۔ اردو کی دنیا میں بہت دنوں تک اسے سنجیدہ صنف نہیں سمجھا گیا۔ محمد عمر اور نور الٰہی کی تخلیق کردہ ''ناٹک ساگر'' اردو میں پہلی ایسی کتاب ہے جس میں اردو ڈراما نگاروں کا ذکر کیا گیا ہے اور ڈرامے کے آغاز وارتقاء پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

دنیا کی دیگر اصناف ادب میں ڈراما ایک اہم اور اعلیٰ صنف ادب کی حیثیت رکھتا ہے جس کے اعلیٰ ترین نمونے قدیم دور سے نظر آتے ہیں اور اسی لیے اس کے بلند ترین نمونے قدیم دور سے لے کر آج تک پیش ہوتے رہے ہیں اور یہ لوگوں کو متاثر کرتا آرہا ہے۔ مگر جس طرح سے زمانے کے حالات، مذاق اور ماحول میں تبدیلیاں آتی رہی ہیں، اسی طرح ادب میں بھی کوئی نہ کوئی بدلاؤ آتا رہتا ہے۔ ڈرامے کے فن اور اسٹیج کے اصولوں میں بھی تبدیلیاں آئیں۔

اردو ڈرامے کی تنقید کرنے پر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد اردو ڈرامے کی تنقید میں ایک نمایاں تبدیلی نظر آتی ہے۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے ڈرامے کو سمجھنے کا کوئی خاص تصور موجود نہ تھا۔ صرف زبان وبیان اور شعروشاعری کی خوبیاں اور خامیاں بیان کردینا ہی ڈرامے کی تنقید تھی۔

دنیا بھر میں ڈرامے کی تاریخ دو ہزار سال پرانی بتائی جاتی ہے۔ اس طویل مدت میں ڈرامے نے مختلف قسم کے اتار چڑھاؤ کو دیکھا۔

عہد جدید کے زیادہ تر ڈرامے اسٹیج نہیں کیے جارہے ہیں۔ زیادہ تر ڈرامے پڑھنے کے لیے لکھے گئے اور وہ لائبریریوں اور کتابوں تک محدود ہو کر رہ گئے۔ اس وجہ سے ڈراما نگاروں کو ایک طرف فنی تقاضوں کو پوری طرح سے سمجھنے کے مواقع نہیں ملے اور

دوسری طرف ان میں اس صنف ادب کو پوری لگن کے ساتھ استعمال کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا اور اسی لیے ڈراما سنجیدہ نہ بن سکا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو شاعری ہو یا ناول یا پھر افسانے، ان سب کا بہت ذخیرہ ہے۔ کیونکہ لوگوں نے اس کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ لیکن اردو ڈرامے کی یہ بدقسمتی ہے کہ اسے کسی کی سرپرستی حاصل نہیں ہوئی۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ڈراما نگاری اب عامیانہ چیز تصور نہیں کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں خاص کر شوقیہ ڈرامیٹک کلب کالج کی انجمنیں اور دوسرے علمی وادبی اداروں نے بہت جدوجہد کی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے جس سے ڈرامے کا میدان بہت وسیع ہوا۔

آزادی کے بعد جتنے بھی ڈرامے لکھے گئے یا اسٹیج کیے گئے، ان میں سے اکثر ڈرامے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسٹیج کیے جاتے ہیں۔ ادبی دنیا کے بعض حلقے کو اس کی اطلاع ہو جاتی ہے اور بعض کی تفصیل اخبارات کے علاقائی خبروں کے کالم تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہ خبریں ہر شہر تک نہیں پہنچتیں۔ بعض خبریں تھیٹروں کے اسٹیج اور تماشائیوں تک محدود ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ان کی خبریں شائع نہیں ہوتیں۔ بعض صرف ریڈیو پر سنی جاتی ہیں۔ بہت سے ایسے ڈرامے جو اردو میں لکھے اور اسٹیج کیے جاتے ہیں، ان پر ہندی کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں حب الوطنی، فرقہ واریت، تقسیم ہند اور دیگر سیاسی، سماجی اور نفسیاتی موضوعات پر لکھے گئے ڈراموں کا تذکرہ پیش کیا گیا ہے اور اس سے الگ ہٹ کر تکنیک کے اعتبار سے ریڈیائی، ٹیلی ویژن، یک بابی ڈرامے بھی شامل کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ لایعنی ڈرامے، منظوم ڈرامے، تراجم بھی شامل ہیں۔ میری یہ کوشش رہی ہے کہ گذشتہ پچاس برسوں میں اردو ڈراما جن مراحل اور منازل سے گزرا ہے، اس کے مکمل نقوش ابھر کر سامنے آسکیں اور بیسویں صدی کے اہم ترین واقعہ یعنی غلام ملکوں کی آزادی نے غلامانہ ذہنیت کے خاتمہ کے بعد اپنے فکر وفن کا مظاہرہ ہندستان میں اردو ڈرامے کی شکل میں کس طرح اور کتنی تعداد میں کیا ہے، اس سرمایے کو مختصراً اس تحقیقی مقالے میں پیش کیا گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈرامے کی ترقی کے لیے کوششیں ہو رہی ہیں، لیکن ہماری کوششوں میں ابھی تھوڑا وقت لگے گا۔ اگر ہم آج کے دور میں دیکھیں تو نیشنل اسکول آف ڈراما بہت کامیاب ہے اور یہ ادارہ ڈرامے کی ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ اصلاحی انجمنیں، علمی ادارے شوقیہ ڈرامیٹک کلب۔ رسائل وغیرہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ڈرامے پر سنجیدگی سے کام کریں اور ایک سنجیدہ ڈرامیٹک ایسوسی ایشن ہو، اور اس ادارے میں ڈرامے پر کام ہو۔ اس طرح اردو ڈرامے کا مستقبل شاندار ہو جائے گا۔ وہ دن دور نہیں جب ہم ڈرامے کو ایک اعلیٰ صنف کہتے ہوئے فخر محسوس کریں گے۔

☆☆☆